© rasailojaraid.com

طلوع

ارشاد احمد عارف

آصف علی زرداری کا فرضی خط بنام

شاہ بابا

مسلمانوں میں بالعموم اور برصغیر پاک و ہند میں بالخصوص پیری مریدی، قبر پرستی اور جادو ٹونے کا دور دورہ ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس مرض کا شکار صرف ان پڑھ، دیہاتی اور جاہل لوگ ہی نہیں ہیں بلکہ بڑے بڑے پڑھے لکھے، بظاہر ماڈرن، لبرل، روشن خیال، یورپ زدہ، امراء اور اشرافیہ سے تعلق رکھنے والے ہر طبقہ کے لوگ شامل ہیں۔ جن میں جاگیردار، نواب زادے، خان زادے، سیاستدان، بیوروکریٹ، پولیس و آرمی افسران، پروفیسرز، وکلاء اور جج حضرات تک کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ وطنِ عزیز میں عوام کی قسمتوں سے کھیلنے والے دو بڑے سیاسی خاندان جنھیں اقتدار کا ''باری کا بخار'' چڑھتا ہے۔ میری مراد میاں اور بی بی فیملی سے ہے۔ ضعیف الاعتقادی اور قبر پرستی میں ان کی شہرت چہار دانگ عالم پھیلی ہوئی ہے۔ آکسفورڈ یونیورسٹی برطانیہ کی تعلیم یافتہ ہونے کے غرور میں مبتلاء، اقوام متحدہ کی سیکرٹری جنرل شپ کی سابقہ امیدوار اور اب اقتدار، خاوند اور بچوں کی جدائی میں دربدر پھرنے والی اور پاکستان سے مقدمات کے خوف سے خود ساختہ جلاوطنی اختیار کرنے والی جسے اللہ رب العزت نے دنیا جہاں کی نعمتوں سے نوازا... مگر وہ اپنے رب کا شکر ادا کرنے کی بجائے ضعیف الاعتقادی کی اتھاہ گہرائیوں اور پستیوں میں جا گری۔

ان دونوں خاندانوں کی ضعیف الاعتقادی اور پیر پرستی پر پاکستان کے مؤقر روزنامہ نوائے وقت لاہور کے مشہور کالم نگار جناب ارشاد احمد عارف نے فکاہیہ مضمون لکھا ہے۔ جو مورخہ 10 مئی 2001ء کے نوائے وقت لاہور میں ''شاہ بابا'' کے عنوان سے ان کے کالم ''طلوع'' میں چھپا ہے۔ جو آصف علی زرداری کی جانب سے مشہور پیر ''شاہ بابا'، کے نام فرضی خط کی شکل میں ہے۔ نوائے وقت کے شکریہ کے ساتھ ہم اسے قارئین ''حرمین'' کی نذر کر رہے ہیں۔ (مدیر حرمین)

بخدمت عالی مرتبت حضرت شاہ بابا دامت برکاتکم العالیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اخبار میں آپ کی پیشین گوئیاں پڑھ کر حد درجہ خوشی ہوئی اور مجھے وہ زمانہ یاد آ گیا۔ جب ہرڈبہ پیر ہمیں ایسی ہی خوبصورت اور بابرکت پیشین گوئیوں سے نوازا کرتا تھا۔ وقت وقت کی بات ہے۔ اب تو عرصہ ہوا پیر ابرار کا نام بھی نہیں سنا۔ حالانکہ وہ بھی لاہور میں تیل بیچتا ہے۔ پتہ نہیں اس نے فارسی پڑھی تھی یا نہیں مگر بیچتا تیل بلکہ خوردنی تیل تھا۔

ہم نے تو اس کی خدمت سیوا میں کوئی کمی نہیں کی تھی۔ کون سا بیرونی دورہ ہے۔ جس میں وہ شامل نہ تھا مگر جب سے بی بی باہر اور میں اندر ہوں اس نے اخبارات میں ایک پیشین گوئی تک نہیں چھپوائی جس سے کم از کم ہمارے کارکنوں کے حوصلے بلند رہتے۔ اگر بی بی کو وہ رونی صورت سیف الرحمٰن ملک سے باہر جانے پر مجبور نہ کر دیتا اور میں گٹے گوڈے پکڑ کر ہسپتال میں پڑا نہ ہوتا تو پیر دھنکا کی حاضری بھر کر کوئی نہ کوئی خیر خبر لے چکے ہوتے۔ دو چار چھڑیاں بھی کھا ہی لیتے، ویسے بھی پیر دھنکا اپنے پرانے معتقدوں سے رعایت کرتا ہے اور چھڑیاں مارتے وقت ہاتھ ہولا رکھتا ہے مگر دونوں صورتیں ممکن نہیں۔ ڈھاکہ والے پیر صاحب کا پتہ بھی گم ہو گیا ہے اور میں ہسپتال میں پڑا بور ہو رہا ہوں۔

آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں۔ آپ کا نام میں نے ایک ٹی وی ڈرامے میں بھی سنا تھا۔ جس میں اداکارہ شائستہ جبین کو آپ آسرا دیتے ہیں۔ آپ سے کیا پردہ۔ لانڈھی جیل میں اتنی بوریت نہیں تھی۔ کراچی اپنا شہر ہے اور بین الاقوامی کلچر کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ چونکہ میری دوست نوازی اور جی داری کی شہرت شوبز کے شعبے تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس لئے میری سیاسی بصیرت اور ڈیرے داری سے مستفید ہونے والے ستارے جیل کا چکر لگا لیا کرتے تھے۔ جسے بعض اخبارات میری کردار کشی کیلئے استعمال کرتے تھے۔ مگر اسلام آباد میں خفیہ ایجنسیوں کی حکمرانی ہے جو ہمارے ویسے ہی خلاف ہیں۔ اس لئے رونق میلہ کرنے کیلئے کوئی رسک نہیں لیا جا سکتا۔

باقی میرے خلاف مسٹر ٹین پرسنٹ اور مسٹر ہنڈرڈ پرسنٹ کے جو الزام لگتے رہے ہیں اور ممکن ہے کسی عقیدت مند مسلم لیگی نے آپ کے گوش گزار بھی کیے ہوں، وہ ہمارے سابقہ حریف اور موجودہ حلیف نواز شریف کے میڈیا سیل کا پروپیگنڈا تھا۔ جس طرح ہم نے میاں صاحب کی اندرون ملک کرپشن اور بیرون ملک جائیدادوں کے بارے میں کیا تھا۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ ہم دونوں نے ایک دوسرے کو گندا اور ننگا کرنے کیلئے جو پروپیگنڈا کیا۔ اس کو ہمارے کارکنوں نے تو تسلیم نہیں کیا ورنہ اب تک ''انہے وا''

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(اندھا دھند) ہماری قیادت میں متحد نہ ہوتے۔ مگر جنرل پرویز مشرف اور ان کے ساتھیوں نے سچ مان لیا۔ ہے نہ سادگی کی انتہا مگر انہیں کون سمجھائے۔ وہ تو سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانک رہے ہیں۔ سنا ہے وردی والے کا خیال کر لیتے ہیں۔ مگر کیڈٹ سکول کنڈیارو کا کوئی کلاس فیلو دستیاب نہیں جس کی وردی پہن کر چھوٹی موٹی رعایت لی جا سکے۔ آپ نے نواز شریف کی وطن واپسی کی پیشین گوئی کی ہے۔ یہ میرا دردِ سر نہیں۔ جنرل پرویز مشرف جانیں اور میاں نواز شریف جن کی آپس میں لڑائی ہے۔ ہماری طرف سے تو وہ کل کے آتے آج آ جائیں۔ جنرل پرویز مشرف نے ہمارے ساتھ کونسی اچھی کی ہے کہ ہم نواز شریف کی واپسی کی مخالفت کریں۔ میں تو خود چاہتا ہوں کہ نواز شریف واپس آ جائیں تا کہ نوابزادہ صاحب کی سفارش سے باہر نکلنے کی امید پیدا ہو مگر فی الحال اس کا امکان نظر نہیں آتا۔

میری عاجزانہ درخواست ہے کہ اس نابکار کے حق میں بھی اسی طرح کی ایک معجزانہ پیشین گوئی فرمائیں تا کہ اور نہیں تو ہمارے دل شکستہ اور مایوس کارکنوں کی حوصلہ افزائی ہو جو بینظیر کی واپسی کے بیانات پڑھ پڑھ کر مایوس ہو چکے ہیں اور انہیں بھی نواز شریف کے میڈیا سیل کے جاری کردہ بیانات کی طرح مذاق سمجھنے لگے ہیں۔ خدا کرے کہ آپ کی پیشین گوئیاں کسی میڈیا سیل کی جاری کردہ نہ ہوں۔ ورنہ ساری آس امید ٹوٹ جائے گی۔ معجزانہ پیشین گوئی کرتے وقت یہ خیال ضرور فرمائیں کہ میں مقامات مقدسہ بلکہ کسی بھی عرب ملک جانا نہیں چاہتا۔ آپ میرا مطلب سمجھ گئے ہوں گے۔ ویسے بھی اس سے بہتر ہے انسان حضرت بری امام کی مجاوری اختیار کر لے یا فیصل مسجد میں مؤذن بن جائے۔ کم از کم شرطوں (پولیس) کا خوف تو نہیں ہوگا۔ اگر بی بی یہاں ہوتی تو خود آ کر نیاز حاصل کرتی اور دعائیں لیتی لہٰذا میرے عریضے کو حاضری تصور کریں اور اس حقیر فقیر پُرتقصیر کے حق میں ایسی دعا فرمائیں۔ جس سے آپ نے شریف خاندان کو نوازا تھا۔ اگر میری خطائیں معاف اور سزائیں ختم ہو گئیں تو نہ صرف بغداد حاضری دوں گا۔ بلکہ اپنے اصطبل کا اک اصیل گھوڑا بھی شاہ بابا کی نذر کروں گا۔ اس کی خوارک کیلئے سیب کا مربہ بھی وقتاً فوقتاً بھجواتے رہنے کا وعدہ کرتا ہوں تا کہ سرکار کے اوراد و اشغال میں کوئی خلل واقع نہ ہو اور آپ ہم جیسے زرداروں کے مستقبل کے بارے میں سوچ بچار کرتے رہا کریں۔

فقط آپ کا نیاز مند خاکسار

آصف علی زرداری المعروف مسٹر ٹین پرسنٹ

© rasailojaraid.com